REVIEW OF RESEARCH
ISSN: 2249-894X
IMPACT FACTOR : 5.7631(UIF)
VOLUME - 15 | ISSUE - 2 | NOVEMBER - 2025

ترنم ریاض اورجدیدافسانے کے رجحانات

محمد سہیل منظور احمد فقیر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو
چھتر پتی شیواجی راجے مہاودیالیہ، اودگیر

ترنم ریاض اردو افسانہ نگاری کی ایک اہم اور نمایاں خواتین ادیبہ ہے۔ سرینگر (جموں کشمیر) سے تعلق رکھنے والی یہ فنکارہ بیک وقت افسانہ نگار، ناول نگار، شاعرہ، محقق، نقاد اور مترجم ہے۔ ان کی افسانہ نگاری جدید اردو فکشن میں ایک الگ شناخت رکھتی ہے، خاص طور پر نسائی ادب (Feminist Literature) اور کشمیر سماجی تناظر کے حوالے سے ۔حقانی القاسمی نے انہیں ”Sweet Temper افسانہ نگار“ کا خطاب دیا جوان کی نرم، حساس اور فنکارانہ تحریر کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان کی تخلیقات میں درد و کرب، مظلومیت اور سماجی مسایل کی بے باک عکاسی ملتی ہے۔لیکن وہ فحاشی یا عریانیت سے گریز کرتے ہوئے فنی چابکدستی اور غنائی تاثر کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔

جدید اردو افسانہ بیسویں صدی کے وسط کے بعد جن فکری تبدیلیوں سے گزرا ان میں فرد کی داخلی کرب، وجودی بے چینی، سماجی انتشار، تہذیبی تصادم اور شناخت کے بحران جیسے موضوعات نمایاں ہوئے۔ترنم ریاض کی افسانہ نگاری انہی رجحانات کی عکاس ہے جہاں خارجی واقعات سے زیادہ داخلی کیفیات کو اہمیت دی جاتی ہے اور کرداروں کی نفسیاتی پیچیدگیوں کو باریک بینی سے پیش کیا جاتا ہے۔

ترنم ریاض نے اپنا ادبی سفر ۱۹۸۳ء میں شروع کیا۔ان کی پہلی کہانی روزنامہ ”آفتاب“ میں شائع ہوئی۔شہرت کا آغاز ”افسانہ شہر“ سے ہوا۔جس میں شہری زندگی کے مسائل اور انسانی تنہائی کو بڑی شدت سے بیان کیا گیا ہے۔انہوں نے اپنے ادبی سفر کا آغاز رسائل وجرائد میں افسانے شائع کروا کر کیا، جہاں ان کی منفرد آواز کو جلد ہی پہچان مل گئی ۔ان کے چار افسانوی مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔

۱) یہ تنگ زمین (۱۹۹۸ء)
۲) ابابیلیں لوٹ آئیں گی (۲۰۰۰ء) ے
۳) یمبرزل ۲۰۰۲ء
۴) مرارخت سفر (۲۰۰۸ء)

ان کے علاوہ ناول جیسے ”مورتی“ اور ”برف آشنا پرندے“ بھی مشہور ہیں جن میں افسانوی تکنیک کا استعمال نمایاں ہے۔کئی تراجم کی کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ان کی تحریریں ہندو پاک کے معتبر رسائل (شیرازہ، تخلیق، افکار وغیرہ) میں شائع ہوتی رہیں اور کئی زبانوں (پنجابی، ہندی، کشمیری، فرانسیسی وغیرہ) میں ترجمہ ہوئیں۔ترنم ریاض کے متعدد ادبی، انجمنوں اور تنظیموں نے ان کی ادبی خدمات کے عوض اعزازات وانعامات سے نوازا ہے۔جن میں یوپی اردو اکاڈمی الدھیانہ ایوارڈ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ترنم ریاض کا شمار عہد حاضرہ کے اہم اور نمائندہ افسانہ نگاروں میں کیا جاتا ہے۔جنہوں نے اردو افسانے کو نئی جہتوں اور نت نئے تجربوں سے روشناس کیا۔ابتداء ہی سے ان کی تحریروں میں داخلی احساسات، عورت کی ذات کا شعور اور سماجی حقیقت نگاری نمایاں نظر آتی

ہے۔ان کی ابتدائی کہانیوں میں عورت کی نفسیاتی کیفیات،گھریلو زندگی کے مسائل اور معاشرتی جبر کے خلاف خاموش احتجاج کا عنصر غالب تھا۔وہ عورت کو محض روایتی کردار کے طور پر پیش کرنے کے بجائے ایک باشعور اور حساس انسان کے طور پر سامنے لاتی ہے۔یہی پہلو ان کی افسانہ نگاری کی ابتدائی شناخت بنا۔

بعدازاں بیرون ملک قیام کے تجربات نے بھی ان کی تخلیقی سمت کو متاثر کیا۔ہجرت،جلاوطنی اور شناخت کے بحران جیسے موضوعات ان کی کہانیوں میں شامل ہوئے،جس سے ان کی افسانہ نگاری میں وسعت اور گہرائی پیدا ہوئی۔اس طرح ان کی شروعاتی تحریریں جدید اردو افسانے کے رجحانات سے ہم آہنگ رہیں اور رفتہ رفتہ انہوں نے اپنی ایک الگ پہچان قائم کر لی۔

ترنم ریاض کے افسانوں میں غزل نما غنائی تاثر،عمدہ کردار نگاری،نفسیاتی گہرائی اور فنکارانہ اختصار پایا جاتا ہے۔وہ روزمرہ زندگی کے چھوٹے بڑے مسائل کو بہت سلیقے سے اٹھاتی ہیں اور انہیں کرداروں کے ذریعے فنکارانہ انداز میں پیش کرتی ہیں۔وزیر آغا نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

> ’’افسانے کا فن بنیادی طور پر کہانی کہنے کا فن ہے اور یہ کہانی ماحول اور اس کے کرداروں سے مرتب ہوتی ہے۔یہ بات ترنم ریاض پر صد فیصد صادق آتی ہے۔ان کی کہانیوں میں ماحول اور کرداروں کا حسین امتزاج ملتا ہے۔‘‘

ان کے افسانوں میں کردار اکثر کشمیر کے سیاسی وسماجی پس منظر،غربت،عورت کے استحصال،بچوں کی نفسیات اور شہری تنہائی سے جڑے ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر’’مٹی‘‘میں مظلوم باپ،’’شہر‘‘میں بچوں کی تنہائی،’’برآمدہ‘‘میں ازدواجی مسائل والی عورت وغیرہ۔

ترنم ریاض کے افسانے جو مختلف سماجی مسائل کا آئینہ ہیں۔چند نمایاں مثالیں ’’مٹی‘‘افسانہ میں جنگ سے متاثر مظلوم انسان کی روداد کو بیان کی گئی ہے۔اسی طرح’’اچھی صورت کہا‘‘افسانے میں شہروں میں بڑھتے گداگروں اور معصوم بچوں کے استحصال کو بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔افسانہ’’برآمدہ‘‘میں ازدواجی رشتوں میں خواتین کے نفسیاتی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔’’یہ تنگ زمین اور’’پوٹریٹ‘‘افسانوں میں عورتوں کے مسائل اور ثانوی حیثیت کو پیش کیا گیا ہے۔’’آدھے چاند کا عکس‘‘اور’’گنجے‘‘میں نوجوانوں کے نفسیاتی مسائل کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔’’برف گرنے والی ہے‘‘افسانے میں مفلسی اور غربت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔’’افسانہ شہری‘‘میں شہری زندگی کے المیے کو پیش کیا گیا ہے۔’’مائیں‘‘افسانہ سے ایک اقتباس:

> ’’آیئے اس چارپائی پر لیٹ جایئے۔میں نے دیوار کے ساتھ چارپائی جلدی سے بچھائی۔آیئے میں تو بھول ہی گئی۔‘‘امی چارپائی پر لیٹ گئیں تو میں نے ایک اطمینان بھری نظر ان پر ڈالی۔لیکن مجھے اپنے حلق میں کچھ اٹکا سا محسوس ہو رہا تھا۔پھر پل بھر کے بعد میں نیچے کو چل دی۔‘‘(ابابیلیں لوٹ آئیں گی از ترنم ریاض،ص ۱۳۷)

مذکورہ اقتباس میں دیکھیں کے کیسے ترنم نے جذبات اور ممتا کو تصادم آشنا بنادیا ہے۔بیٹی پہلے اپنے بچوں کو سکون پہنچانے میں مصروف تھیں اور اسے ماں کا خیال نہیں تھا،مگر جب اس کو ماں کا خیال آیا اور ماں کی کیفیت دیکھی تو ماں کی خدمت میں لگ گئی۔اس افسانے میں ترنم ریاض نے دونسلوں کے جذبات اور ممتا کو بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ترنم ریاض اپنے تجربات کو کہانی کا پیراہن

عطا کرنے میں مہارت رکھتی ہے۔

ان کے افسانوں میں عصری آگہی ،اضطراب،تانیثی رویے،کشمیر کے حالات اور انسانی رشتوں کی پیچیدگیاں غالب ہیں۔وہ قصہ گوئی کے بجائے حقیقت پسندانہ بیانیہ کو پسند فرماتی ہے۔افسانے ''متاع گم گشتہ ،بابل، برف گرنے والی ہے،میرا پیا گھر آیا، میں آنگن کی زندگی نمایاں ہے۔ان افسانوں میں ان کسک اور ٹیس کو با آسانی محسوس کیا جاسکتا ہے جو کشمیری عوام کی زندگی ہے۔اقتباس ملاحظہ ہو ،

> ''ٹھسر ے ہوئے بندوق بردار کے سامنے سے پہلی گاڑی کے گزرتے ہی ایک زوردار دھماکہ ہوااور اس میں آگ لگ گئی ۔ پیچھے کی گاڑیاں توازن کھوکر ادھر ادھر بکھرنے لگیں ۔ان کے حفاظتی عملے نے چند لمحوں کے اندر اندر چاروں طرف اندھادھند گولیاں برسانا شروع کردیں۔ٹیلیفوں بوتھ والے نے اندر سے دکان کا شٹر گرادیا تھا۔دلّو کے علاوہ دواور لوگ بھی دکان کے اندر گئے تھے۔اب شاید کرفیولگ چکا ہوگا۔''

(ابابیلیں لوٹ آئیں گی از ترنم ریاض،ص ۱۰۸)

مذکورہ اقتباس سے اندازہ کرسکتے ہے کہ کس طرح ترنم ریاض نے بے جوڑ شادی کو نشانہ بنایا ہے۔اس افسانے میں ترنم ریاض نے عورت کے دکھ ودرد کو بہت باریکی سے بیان کیا ہے۔اس افسانے کے ذریعے انھوں نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ اکیسویں صدی میں مسلم قوم کی لڑکیوں کو شادی کے معاملے میں پسند ناپسند کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

جدید اردو افسانے کا ایک اہم رجحان حقیقت نگاری کا نیا اسلوب ہے جس میں زندگی کو رومانوی رنگ میں نہیں بلکہ تلخ سماجی حقائق کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ترنم ریاض کے افسانوں میں بھی معاشرتی ناہمواری،طبقاتی فرق،عورت کی محکومی اور گھریلو وسماجی جبر کو بہایت سنجیدہ اور باوقار انداز میں بیان کیا گیا ہے۔وہ عورت کو محض مظلوب کردار کے طور پر پیش نہیں کرتیں بلکہ اسے شعور،مزاحمت اور خود آگہی کی علامت کے طور پر سامنے لاتی ہیں۔اس طرح اُن کی تحریریں جدید افسانے کے اس رجحان سے ہم آہنگ نظر آتی ہیں جس میں نسائی شعور اور عورت کی خود مختاری کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

جدید اردو افسانے میں علامت نگاری اور تجریدی اندازِ بیان بھی ایک اہم خصوصیت ہے۔ترنم ریاض اپنے افسانوں میں براہِ راست اظہار کے بجائے علامتی اور تہہ دار اسلوب اختیار کرتی ہے۔جس سے کہانی میں معنوی گہرائی پیدا ہوتی ہے۔کرداروں کے مکالمے مختصر مگر بامعنی ہوتے ہیں۔اور واقعات کی ترتیب میں اختصار کے ساتھ فکری وسعت شامل رہتی ہے۔ان کا بیانیہ انداز سادہ مگر اثر انگریز ہے۔جو قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔پروفیسر عتیق اللہ نے ان کے افسانوں کے متعلق لکھا ہے کہ :

> ترنم ریاض کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو وہ کسک ہے جسے ایک ٹیس کی طرح ان افسانوں کے بطن میں محسوس کیا جاسکتا ہے۔اگرچہ ان افسانوں کا ماحول اور سارا سیاق بے حد خاموش آگیں ہے،لیکن اسی خاموشی کے اندر جو بلا کا شعور برپا ہے،اسے ان کا قاری بہت جلد محسوس کرلیتا ہے۔ترنم ریاض میں چیزوں کو ان کے اندر اتر کر دیکھنے کی جو صلاحیت ہے وہ ایک افسانہ نگار کے لیے بڑی نیک فال ثابت ہوتی ہے۔'' (ماخوذ فلیپ ،ابابیلیں لوٹ آئیں گی)

علاوہ ازیں جدید افسانے کا ایک اور نمایاں رجحان ہجرت، جلاوطنی اور شناخت کے بحران کا بیان ہے۔ ترنم ریاض نے بیرون ملک قیام کے تجربات کو اپنی تخلیقات میں سموکر ہجرت کے نفسیاتی اور تہذیبی اثرات کو اجاگر کیا ہے۔ ان کے افسانوں میں وطن کی یاد، ثقافتی اجنبیت اور نئی معاشرت میں شناخت کی تلاش جیسے موضوعات نہایت حساسیت سے پیش کئے گئے ہیں۔ جو جدید اردو افسانے کی عالمی وسعت کو ظاہر کرتے ہیں۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو ترنم ریاض کی افسانہ نگاری جدید اردو افسانے کے فکری تنوع، فنی تجربہ کاری اور نسائی شعور کی بھرپور نمائندگی کرتی ہے۔ ان کے ہاں داخلی کیفیات کی عکاسی، علامتی اسلوب، سماجی حقیقت نگاری اور عورت کی خودآگہی ایسے عناصر ہیں جو جدید رجحانات کو تقویت دیتے ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ترنم ریاض نے جدید اردو افسانے کو ایک نیا زاویہ نظر عطا کیا اور اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

☆☆☆☆

۱) یہ تنگ زمین (۱۹۹۸ء) ترنم ریاض۔

۲) ابابیلیں لوٹ آئیں گی (۲۰۰۰ء) ترنم ریاض۔

۳) یمبرزل ۲۰۰۲ء ترنم ریاض۔

۴) مرار خت سفر (۲۰۰۸ء)۔ ترنم ریاض۔

Md Suhail Manzoor Ahmed Fakir
Asst,Prof,Dept of Urdu
Chhatrapati Shivaji Raje Mahavidyalaya
Udgir,413517 TQ, Latur.Dist
Mobile No: 8421251422
Email Id:fakirmohammedsuhail@gmail.com